انڈین وقف سروس قائم ہونے سے ہی اوقاف کی بد نظمی دور ہو گی

ڈاکٹر سید ظفر محمود

ذرا غور کریں کہ اگر ملک کے کسی ضلع میں کلکٹر کی جگہ ایک جانوروں کا ڈاکٹر یا پرائمری اسکول کا ایک رٹائرڈ ٹیچر بٹھا دیا جائے تو اس ضلع کا بندو بست کیسا چلے گا۔ باقی ضلعوں میں تعینات کلکٹر صاحبان اس سے کس طرح کا تعلق رکھنا پسند کریں گے۔ صوبائی سطح کے پرنسپل سکریٹری لوگوں کی نظر میں اس کی کیا وقعت ہو گی۔ ان سب عناصر کا ضلع کے انتظام پر کیا اثر پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ ضلع کے ممبر پارلیامنٹ یا ممبر اسمبلی تو ضلع کا روزمرّہ کا کام کر نہیں سکتے۔ یہی صورت حال ہر صوبائی وقف بورڈ کی ہوتی ہے۔ وہاں روز آٹھ گھنٹے سے زیادہ کا کام سی۔ای۔او۔ صاحب سنبھالتے ہیں۔صوبہ کے تمام وقف املاک کے ملت کیلئے صحیح استعمال کو یقینی بنانا' اس کیلئے مستقل نگھداشت رکھنا' جن اوقاف پر ناجائز قبضہ ہے وہاں سے قبضہ ہٹوانا' جن اوقاف کے سلسلہ میں وقف ٹریبیونل میں مقدمہ چل رہا ہے وہاں مقدمہ کی پیروی کروانا' وقف املاک کو ضابطہ کے مطابق لیز پر دینا' صوبائی اور ضلعی سطح پر تمام سرکاری شعبوں کے سینئر افسروں سے رابطہ رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ مانا جا سکتا ہے کہ کسی ایسے شخص کو سی۔ای۔او ۔ بنا دیا جائے جس نے یہ سب کام کرنے کی کوئی ٹریننگ کبھی نہ لی ہو' اس طرح کا اسے کوئی تجربہ نہ ہو' متعلقہ قوانین کو پڑھ کر سمجھنے کی اس میں لیاقت و مشق نہ ہو' حکومت کے دیگر افسران اس کو کسی خا طر میں نہ لاتے ہوں پھر بھی وہ شخص یہ سب کام بخیر و خوبی کر لیا کرے گا ؟ ہرگز نہیں۔

پھر بھی ہندوستان کے تمام وقف بورڈوں میں صورت حال یہ ہے کہ وہاں سی۔ای۔او۔ یا تو غیر سرکاری افرادھوتے ہیں جیسے کہ جانوروں کے ڈاکٹر' پرائمری ٹیچر' رسرچ اسکالر' وغیرہ یاکبھی کبھار کسی وقف بورڈ میں موزوں سینئیارٹی کے افسرپائے بھی جاتے ہیں تو ان کے پاس وقف بورڈ کا عموماً اضافی چارج ہی ہوتا ہے۔ جب کسی افسر کے پاس کسی عہدہ کا اضافی چارج ہوتا ہے تو بھی وہ

روزپورے آٹھ گھنٹے کا کام تو اپنے اصل کُل وقتی عہدہ پر ہی کرتا ہے اور اپنا بہت تھوڑا سا وقت اضافی چارج پر لگاسکتا ہے۔ لہٰذا ہندوستان بھر کے اوقاف کا نظام زبردست خسارہ میں ہے۔ میری اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کیلئے ضروری ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ کم از کم دس سال کے کسی بھی وقفہ میں تمام اٹھائیس وقف بورڈوں میں کون کون لوگ کب کب سی۔ای۔او۔ رہے ہیں اوراس عہدہ پر تعیناتی سے پہلے ان کاذاتی پس منظرکیا تھا۔سچر کمیٹی نے ۲۰۰۵ءمیں پورے ملک سے یہ معلومات حاصل کی۔ اس کے چھ سال بعد ۲۰۱۱ء میں زکوٰۃ فائونڈیشن آف انڈیا نے حق اطلاع قانون کے تحت متعلقہ تفصیل تمام وقف بورڈوں سے ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۱ءکی دھائی کی مدت کے سلسلہ میں حاصل کئے۔ ان تمام تحریرشدہ مستند اطلاعات کی بنیاد پر یہ بات سامنے آئی ہے کہ اٹھائیس صوبائی وقف بورڈں میں دس سال میں اٹھانوے (۹۸) دفع اوسطاً تین تین سال تک جن افراد نے سی۔ای۔او۔ کی حیثیت سے کام کیا ہے اس میں سے صرف تین سینئر سرکاری افسر تھے، پانچ سرکاری افسروں کے پاس اضافی چارج تھا اور باقی نوے (۹۰) افراد یا توغیر سرکاری تھے یا اس میں سے چند بہت نچلی سطح کے سرکاری عملہ کے ماتحت لوگ تھے۔ اس سچائی کی مزید تصدیق کرتے ہوے راجیہ سبھا کے ڈپٹی چئیرمین جناب کے۔رحمٰن خاں صاحب کے زیر قیادت مشترکہ پالیمانی کمیٹی نے ۲۰۰۸ءکی اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ متعدد صوبوں کے وزراءِ اعلیٰ نے جے۔پی۔سی۔ سے اپنی تشویش کا اظہار کیا کہ وقف بورڈ وں میں سی۔ای۔او۔ کی تقرّری کیلئے مسلمان افسردستیاب نہیں ہوتے ہیں کیونکہ صوبہ میں مسلم افسروں کی بہت کمی ہے۔اسلئے نا تجربہ کار ، نا اہل ، غیر سرکاری افراد کو سی۔ای۔او۔ تعینات کرنا پڑتا ہے۔ یاد رہے کہ الحمدللہ ۱۹۵٤ءسے ہی وقف قانون میں لکھا ہے کہ وقف بورڈ کا سی۔ای۔او۔ مسلمان ہو گا۔

یہی وجہ تھی کہ سچر کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں لکھا : "ایسا پایا گیا ہے کہ وقف بورڈ کا سی۔ای۔او۔ عموماً صوبائی افسرشاہی کے نظامِ مدارج میں اونچے رتبہ کا نہیں ہوتا ہے جس کی وجہ سے وقف بورڈ کے مفاد کو نقسان پھونچتا رہتاہے۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ سی۔ای۔او۔ کل وقتی ہو اورصوبائی حکومت کے اعلیٰ افسروں کے ہم رتبہ ہو۔ بھترین صورت حال یہ ہو گی کہ کل ہند یا مرکزی سروسز(ڈپیوٹیشن پر)کا افسر وقف بورڈ کا سی۔ای۔او۔ ہو۔لہٰذا سخت ضرورت ہے کہ صوبائی وقف بورڈوں اور سنٹرل وقف کائونسل کے انتظام کیلئے افسران کا ایک نیا کاڈر (خصوصی تربیت یافتہ کلیدی عملہ) قائم کیا جائے۔ ان افسروں کو اسلامی قانون اور اردو سے واقفیت ضروری ہے کیونکہ

اوقاف سے متعلق زیادہ تر دستاویز اسی زبان میں ہیں۔

تپتہ چلا کہ حکومت نے سچر کمیٹی کی ملک گیر تحقیق و سروے پر مبنی اس مدبّرانہ سفارش کو ردّ کر دیا۔ زکوٰۃ فائونڈیشن آف انڈیا نے حق اطلاع قانون کے تحت وزارت اقلیتی امور سے پوچھا کہ (ا) اس نامنظوری کی کیا وجہ ہے اور (ب)حکومت نے صوبائی وقف بورڈوں میں سی۔ای۔او۔ کی تقرری کی خاطر سینئر مسلم افسروں کی فراوانی کو یقینی بنانے کیلئے کیا متبادل طریقہء کار طے کیا ہے۔پہلے سوال کے جواب میں وزارت نے لکھا کہ وہ یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ حکومت نے سچر کمیٹی کی یہ اہم سفارش کیوں ردّ کر دی 'کیونکہ تفتیش کا یہ مضمون 'اطلاع' کی تعریف میں نہیں آتا ہے۔دوسرے سوال کے جواب میں وزارت نے لکھاکہ معاملہ اس کے زیر غور ہے۔ لیکن پچھلے پانچ'چھ سال میں اب تک وزارت کوئی متبادل طریقہ کار نہیںڈ ھونڈ پائی ہے جس سے یہ گارنٹی ہو جائے کہ تمام صوبوں میں ہمیشہ وقف سی۔ای۔او۔کی تعیناتی کیلئے مسلمان سینئر سرکاری افسر موجود رہے گا۔ پھر فائونڈیشن نے مرکزی انفارمیشن کمیشن کے سامنے اپیل کردی۔ وہاں سے وزارت اقلیتی امور کو حکم ملا کہ زکوٰۃ فائونڈیشن آف انڈیا کے ذریعہ وزارت اپنی متعلقہ فائل کا معائنہ کروائے اور اسے ہر اس کاغذ اور دستاویز کی نقل دے جس کی وہ طلب کرے۔ اس معائنہ کا نتیجہ کیا نکلا یہ آگے پڑھئے۔

جب وزارت اقلیتی امورنے سچر کمیٹی کی رپورٹ پر اپنے حاشئے لکھنا شروع کئے تو اس بابت وزارت کے قائم مقام ڈپٹی سکریٹری جناب ویریندر سنگھ نے وقف کاڈرقائم کرنے کے متعلق لکھا کہ "ایسا کرنا قابل عمل نہیں ہے"۔ اسی بنیاد پر وزارت کے ذریعہ تیارشدہ کیبنٹ نوٹ میں صرف ایک لائن لکھی گئی کہ "وقف کیلئے علیحدہ سروس کاڈر کی سفارش نہیں کی جاتی ہے"۔ ڈپٹی سکریٹری ویریندر سنگھ کے مندرجہ بالا نوٹ اوراس ایک لائن کے کیبینٹ نوٹ کے علاوہ وزارت اقلیتی امور اور باقی ماندہ حکومت ہند کے پاس کوئی اور رکارڈ نہیں ہے جس سے ظاہر ہو کہ یہ معاملہ کسی بھی اعلیٰ سطح پر کبھی بھی زیر غور آیا۔وزارت اقلیتی امور سے دوبارہ بھی حق اطلاع قانون کے تحت معلوم کیا گیا لیکن ان کے پاس مزید کچھ بتانے یا دکھانے کا نہیں ہے۔دریں اثنا وقف بل ۲۰۱۰ء لوک سبھا میں جلدبازی میں ۷ مئی ۲۰۱۰ء کو جمعہ کو ایک بجے دن میں پیش ہوا او رپاس ہو گیا۔ حالانکہ لوک سبھا کے مسلم ممبروں کے ایک گروپ نے وزیر اعظم کو لکھ کر دیا تھا کہ پہلے وقف بل انہیں دکھا لیا جائے **پھر** لوک سبھا میں پیش کیا جائے اور اس خط کی نقل وزیر اقلیتی امور کو بھی پیشگی دیدی گئی تھی۔ بعد میں ایک موقع

پر جب ایک مسلم سربراھی وفد نے وزیر اعظم سے وقف کاڈر کی بات کھی تو انھوں نے پی۔ایم۔او۔ کے سکریٹری جناب ایم۔این۔ پرساد کی طرف دیکھا جنھوں نے فوراً مختصراً ایک دو جملہ میں وقف کاڈر تجویز کی بالکل ناحق و ناپائدار مخالفت کی اور بات وھیں ختم ھو گئی حالانکہ سکریٹری صاحب کی کوتاہ اندیش مخالفت کی بآسانی عالمانہ تردید کی جا سکتی ھے۔ یاد رھے کہ یہ وھی سکریٹری صاحب ھیں جنھوں نے اس سے پھلے اقلیتی امور کے سکریٹری کی حیثیت سے اپنے قلم کی ایک جنبش میں بغیر کوئی وجہ بتائے ھوے سچر کمیٹی کی اس معقول ترین سفارش کو تحقیر آموز انداز میں ردّ کر دیا تھا اور انھیں نے کیبنٹ کیلئے تیار کئے گئے متعلقہ نوٹ پر بھی دستخط کئے تھے ۔

جب وقف کے لئے علیھدہ کاڈر کے تعلق سے وزارت اقلیتی امور کی طرف سے راستے تنگ نظر آنے لگے تب زکوٰۃ فائونڈیشن آف انڈیا نے معاملہ میڈیاکے ذریعہ ملت اور اس کے بھی خواھوں کے سامنے اٹھانا شروع کیا۔ اس پر جناب سلمان خورشید نے ٹائمس آف انڈیاکی محترمہ آبنتکا گھوش کو ۳۰ جون ۲۰۱۱کو بیان دیا کہ " ھم وقف کاڈرکے مخالف ھیں کیونکہ ھم اپنے ملک میں مسلمان باشندوں کیلئے الگ دنیا نھیں بنانا چاھتے ھیں"۔ اس کے ایک دن قبل انھوں نے ٹو سرکل ڈاٹ نٹ کے جناب محمد علی کو بیان دیا کہ " اگر حکومت کے تحت مسلمان افسروں کا کاڈر ھو تو گیٹوائیزیشن اور کسے کھتے ھیں؟" یاد رھے کہ گیٹو ۱۹۳۹ سے ۱۹۴٤ کے درمیان جرمنی کی ان بستیوں کو کھتے تھے جھاں یھودیوں کوقتل عام سے قبل زبردستی رکھا جاتا تھا ، بعد میں یہ اصطلاح دنیا میں موٹے طور پر چند سماجی حالتوں کیلئے استعمال ھونے لگی جیسے کہ سماجی اور اقتصادی تنازعوں کی سبب غربت رسیدہ شھری علاقہ۔ اس سے یہ ظاھر ھو گیا کہ وزیر موصوف نے وقف کاڈر کی تجویز کو حقار ت آمیز طریقہ سے موقوف کر دیا بظاھر اس بنا پر کہ ھندوستان میں کسی ایک مذھب کے ماننے والوں کیلئے علیھدہ سروس کاڈر نھیں بنایاجا سکتا ھے۔

اسکے بعد ایک پچاس صفحہ کا مدلّل دستاویزی کتابچہ جس کے سرِورق لکھا ھے "ھندو اِنڈائومنٹس سروس کی طرح انڈین وقف سروس قائم کی جائے: مسلمانوں کے ساتھ تعصب نہ کیا جائے" زکوٰۃ فائونڈیشن کے ذریعہ شائع کیا گیا۔ اسمیں متعدد صوبوں کے قوانین کے مکمل حوالے دئے گئے ھیں جن کی رو سے صوبوں میں برسھا برس سے ھندو مندروں اور انڈائومنٹس کی دیکھ بھال کیلئے علیھدہ سرکاری سروس کاڈر ھیں جس میں شمولیت کے لئے امیدوار کا ھندو ھوناقانونی شرط ھے ، صوبائی

پبلک سروس کمیشنوں کے ذریعہ ان افسروں کی بھرتی ھوتی ھے ' انھیں صوبائی سرکاری خزانہ سے تنخواہ ملتی ھے اور وہ سرکاری مکانوں میں رھتے ھیں۔دوسری طرف بنارس کے کاشی وشوناتھ ٹرسٹ کے قانون کے بموجب اتر پردیش حکومت کے پانچ پرنسپل سکریٹری ' وارانا سی کے ڈیویژنل کمشنر ا ور وارانا سی کے ضلع کلکٹر اس ٹرسٹ کے اراکین و عھدہ دار ھوتے ھیں۔لیکن قانوناً ان سب کا ھندو ھونا ضروری ھے۔ قانون مین لکھا ھے کہ ان میں سے کوئی بھی اگر ھندو نہیں ھے تو اس افسر کاقریب ترین ھندو سرکاری ماتحت اسکی جگہ ممبر یا عھدہ دار بنے گا۔اس دستاویزی کتابچہ کی نقلیں ملک کے تمام متعلقہ ذمہ داروں کو' میڈیا کو اور بڑی بڑی لائبریریوں میں بھیج دی گئیں۔ اس جامع جواب دعویٰ کے بعد وزارت اقلیتی امور کی جانب سے اس بابت کوئی مزید بیان نہیں دیاگیا ۔

بعد ازاں قومی اقلیتی کمیشن کے چئیر مین جناب وجاھت حبیب اللہ نے ۳۰ نومبر ۲۰۱۱ء کو وزیر برائے اقلیتی امور کواپنے خط میں لکھا : "میں آپ کو زکوٰۃ فائونڈیشن آف انڈیا کی عرضداشت بتاریخ ۲۹ ستمبر ۲۰۱۱ء بھیج رھا ھوں جو خود وضاحت و تشریح سے پر ھے۔ جس میں انھوں نے ایک نیا کاڈر بنانے کی تجویز دی ھے جس کے افسر وں کو اسلا می قانون اور اردو کا علم ھو۔ یہ بات سب لوگ مانتے ھیں کہ ' بجزچند استثناء' وقف املاک کی دولت عموماً بد انتظامی کاشکار رھتی ھے۔ جبکہ اسکا استفادہ ضرورت مندوں کو ھونا چاھئے تھا۔ لھٰذا یہ مدعا سچر کمیٹی کے سامنے تشویش کا باعث رھا۔ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ سچر کمیٹی کی رپورٹ پر ملک بھرمیں کوئی بھی اعتراض نہیں ھوا ھے۔لھذا ' ۲۲ نومبر کو اپنی میٹنگ میں قومی اقلیتی کمیشن نے فیصلہ کیا ھے کہ اوقاف کے لئے ایک علیھدہ کاڈر بنانے کی سچر کمیٹی کی تجویز کی تصدیق اور پشت پناھی کی جائے۔یہ کمیشن حکومت سے سفارش کرتا ھے کہ بلا تفریق فرقہ ایک کل ھند وقف سروس کا نیا کاڈر قائم کیا جائے "۔ اس سے قبل ۳۱ جولائی ۲۰۱۱ءکو راجیہ سبھا کے ڈپٹی چئیر مین جناب کے۔ رحمٰن خاں نے بھی ٹو سرکلس ڈاٹ نٹ کو بیان دیا کہ سنٹرل وقف کائونسل (و دیگر حکومتی شعبہ)کے زیر نگرانی وقف افسران کا نیا کاڈرقائم کیا جا ناچاھئے۔ انھوں نے یہ بھی کھا کہ علیھدہ وقف کاڈر بنانے کا کوئی تعلق فرقہ وارانہ علیھدگی پسندی یاگیٹوائیزیشن سے ھرگزنہیں ھے۔ لیکن کل ھند وقف سروس کا قیام ابھی تک اس وجہ سے نہیں ھوا کیونکہ کروڑوں اھل ملت کا اس سلسلہ میں تغافل عارفانہ چل رھا ھے۔ اور لاکھوں کی تعداد میں اوقاف خاموشی سے چیخ رھے ھیں کہ: خاک ھو جائیں گے ھم تم کو خبر ھونے تک۔

info@zakatindia.org